کیا درود پاک پڑھنے سے قضا نماز معاف ہو جاتی ہے؟

مجیب: مولانا محمد نور المصطفیٰ عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-3608

تاریخ اجراء: 27 شعبان المعظم 1446ھ / 26 فروری 2025ء

دار الافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

میرا سوال یہ ہے کہ حدیث مبارک میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن 80 مرتبہ درود شریف پڑھا، اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور بھی ایسے بہت فرامین ہیں۔ تو کیا قضا نماز بھی معاف ہو جائے گی اور کیا اس کی قضا نہیں پڑھنا پڑے گی؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

حدیث مبارک میں تمام گناہ معاف ہونے کے الفاظ نہیں بلکہ "اسی سال کے گناہ بخش دئے جائیں گے" کے الفاظ ہیں۔ مگر یہ بات واضح رہے کہ عموماً اس طرح کی بشارتوں میں گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ ہوتے ہیں، جبکہ کبیرہ گناہوں کی معافی کے لیے توبہ کا حکم ہوتا ہے۔ اور معافی توبہ سے ہو یا کسی اور عمل کے ذریعے، نماز وغیرہ کے معاملے میں اس میں تاخیر کرنے وغیرہ کے گناہ کی معافی مراد ہوتی ہے لیکن نماز وغیرہ کی ادائیگی تو پھر بھی ضروری ہی رہتی ہے۔

کنز العمال میں حدیث پاک ہے "الصلاة علي نور على الصراط فمن صلى علي يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما" ترجمہ: مجھ پر درود بھیجنا پل صراط پر نور ہو گا، تو جو مجھ پر روزِ جمعہ اسی (80) بار درود پڑھے تو اس کے اسی (80) سال کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (کنز العمال، رقم الحدیث 2149، ج 1، ص 490، مؤسسۃ الرسالۃ)

حدیث مبارک میں ہے: "قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قال: سبحان الله وبحمده في يوم مائة مرة حطت خطاياه وإن كانت مثل زبد البحر" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ پڑھے تو اس کی خطائیں بخش دی جائیں گی اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔ (مشکاۃ المصابیح، جلد 02، صفحہ 711، المکتب الإسلامي، بیروت)

مرآۃ المناجیح میں اس کے تحت ہے "بے حد و بے شمار خطاؤں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں جو حقوق اللہ کے متعلق ہوں، حقوق شرعیہ اور حقوق العباد اس سے علیحدہ ہیں لہذا فوت شدہ نماز، روزے، بندوں کے قرض اس وظیفہ سے معاف نہ ہوجائیں گے وہ تو ادا ہی کرنے ہوں گے، لہذا حدیث پر کوئی اعتراض نہیں۔" (مرآۃ المناجیح، جلد 03، صفحہ 361، قادری پبلشرز، لاہور)

اسی میں ہے "نماز پنجگانہ روزانہ کے صغیرہ گناہ کی معافی کا ذریعہ ہے، اگر کوئی ان نمازوں کے ذریعہ گناہ نہ بخشوا سکا تو نماز جمعہ ہفتہ بھر کے گناہ صغیرہ کا کفارہ ہے، اگر کوئی جمعہ کے ذریعہ بھی گناہ نہ بخشوا سکا کہ اسے اچھی طرح ادا نہ کیا تو رمضان سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہے، لہذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ جب روزانہ کے گناہ پنجگانہ نمازوں سے معاف ہوگئے تو جمعہ اور رمضان سے کون سے گناہ معاف ہوں گے۔ خیال رہے کہ گناہ کبیرہ جیسے کفر و شرک، زنا، چوری وغیرہ یوں ہی حقوق العباد بغیر توبہ و ادائے حقوق معاف نہیں ہوتے۔" (مرآۃ المناجیح، جلد 01، صفحہ 349، قادری پبلشرز، لاہور)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے "قد سبق في كلام النووي أن المكفرات إن صادفت السيئات تمحوها إذا كانت صغائر، وتخففها إذا كانت كبائر، وإلا تكون موجبة لرفع الدرجات في الجنات" ترجمہ: علامہ نووی علیہ الرحمۃ کے کلام میں گزر چکا کہ کفارہ بننے والے اعمال اگر گناہوں کے مقابل آجائیں تو ان گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جبکہ صغیرہ گناہ ہوں اور اگر کبیرہ گناہ ہوں تو ان میں تخفیف کر دیتے ہیں ورنہ جنت میں درجات کی بلندی کا موجب بنتے ہیں۔ (مرقاۃ شرح مشکاۃ، جلد 4، صفحہ 1361، دار الفکر، بیروت)

علامہ سید امین ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق میں تحریر فرماتے ہیں: "أن التوبة تكفر الذنوب بالاتفاق ولا يلزم من ذلک سقوط الواجبات المترتبة على تلک الذنوب على أن التوبة من ذنب يترتب عليه واجب لا تتم إلا بفعل ذلک الواجب فمن غصب شيأ ثم تاب لا تتم توبته إلا بضمان ما غصب فما بالک بالحج الذی فيه النزاع، والمراد من قولنا لا تتم توبته إلا بفعل الواجب أنه لا يخرج عن عهدة الغصب فی الآخرة إلا بذلک وإلا فلو غصب وتاب عن فعل الغصب المذکور وحبس الشیء المغصوب عنده ومنع صاحبه عنه، وقد عزم على رده إلى صاحبه تصح توبته وإن بقيت ذمته مشغولة به إلى أن يرده إلى صاحبه فحينئذ تتم توبته بمعنى أنه يخرج عن عهدته من كل جهة، وكذا يقال فی مطل الدين وتأخير الصلاة" ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ توبہ گناہوں

کے لیے بالاتفاق کفارہ ہے لیکن جو واجبات ان گناہوں پر مرتب ہوتے ہیں ان کا ساقط ہونا اس سے لازم نہیں آتا اس طور پر کہ ایسا گناہ جس پر واجب مرتب ہوتا ہے اس سے توبہ فقط اس واجب کی ادائیگی سے ہی ہوتی ہے۔ پس جس نے کوئی چیز غصب کی تو اس کی توبہ اس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک مغصوبہ چیز کا تاوان نہ ادا کر دے تو تمہارا اس حج کے بارے میں کیا خیال ہے جو (کبائر کی معافی کے لیے) خود مختلف فیہ ہے۔ ہمارا یہ کہنا کہ "اس کی توبہ واجب کی ادائیگی ہی سے تام ہوگی" سے مراد یہ ہے کہ غاصب آخرت میں اس غصب کے گناہ سے فقط اسی واجب کی ادائیگی سے ہی بری ہوگا وگرنہ اگر اس نے غصب کیا اور اس غصب سے، مغصوبہ چیز کو اپنے پاس رکھنے اور مالک کو نہ دینے سے توبہ کی حالانکہ وہ مالک کو چیز لوٹانے کا عزم کر چکا تھا تو اس کی توبہ صحیح ہے اگرچہ مالک کو وہ چیز لوٹانے کا ذمہ اس پر برقرار رہے گا پس اس وقت توبہ تام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ ہر طرح کے مواخذے سے بری ہو جائے گا۔ اسی طرح نماز میں وقت سے تاخیر اور دَین میں ٹال مٹول کے بارے میں کہا جائے گا۔ (منحۃ الخالق حاشیہ بحر الرائق، ج2، ص364، دار الکتب الاسلامی)

امام اہلسنت، مجدد دین وملت، اعلی حضرت، شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں: ”سچی توبہ اللہ عزوجل نے وہ نفیس شے بنائی کہ ہر گناہ کے ازالہ کو کافی ووافی ہے کوئی گناہ ایسا نہیں کہ سچی توبہ کے بعد باقی رہے یہاں تک کہ شرک وکفر، سچی توبہ کے معنی یہ ہیں کہ گناہ پر اسلئے کہ وہ اس کے رب عزوجل کی نافرمانی تھی نادم وپریشان ہو کر فورا چھوڑ دے اور آئندہ کبھی اس گناہ کے پاس نہ جانے کا سچے دل سے پورا عزم کرے جو چارہ کار اس کی تلافی کا اپنے ہاتھ میں ہو بجالائے مثلا نماز روزے کے ترک یا غصب، سرقہ، رشوت، ربا سے توبہ کی تو صرف آئندہ کے لئے ان جرائم کا چھوڑ دینا کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جو نماز روزے ناغہ کئے ان کی قضا کرے جو مال جس جس سے چھینا، چرایا، رشوت، سود میں لیا انھیں اور وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو واپس کر دے یا معاف کرائے، پتا نہ چلے تو اتنا مال تصدق کر دے اور دل میں نیت رکھے کہ وہ لوگ جب ملے اگر تصدق پر راضی نہ ہوئے اپنے پاس سے انھیں پھیر دوں گا۔“ (فتاوی رضویہ، ج21، ص121-122، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net